آپریشن کے حوالے سے سامنے آنے والے اعداد و شمار مایوس کن حد تک اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ صورت حال میں بہتری کی امید کم ہی کی جانی چاہیے۔ اس حوالے سے اخبارات و رسائل اور نیوز چینلوں پر متعدد رپورٹس بھی پیش کی جاتی رہی ہیں۔ حکومتی عہدے داروں، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور آپریشن کے ذمہ داروں کے دعوے اور وعدے اپنی جگہ لیکن یہ رپورٹیں اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ حالات کو بہتر بنانے، کراچی کے عوام کو سکون اور چین دلانے، روشنیوں کے شہر کو دوبارہ روشنیوں کا شہر اور امن کا گہوارہ بنانے اور ملک کی اقتصادی شہ رگ کو حقیقی معنوں میں ترقی و خوش حالی کی راہ پر ڈالنے کے لیے ملک کے حکمرانوں اور اربابِ اختیار کو سیاسی مصلحتوں سے باہر نکلنا ہوگا اور مجرموں کے خلاف بلا امتیاز کارروائیاں کرنی ہوں گی۔

کراچی کے ایک کثیرالاشاعت اخبار (روزنامہ جنگ) کی ایک رپورٹ کے مطابق حالیہ کراچی آپریشن کے دوران ۱۰ ہزار ۲۰ ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ رواں برس ۲ ہزار ۶ سو ۲۳ /افراد مختلف وجوہات کی بنا پر قتل ہوئے جس میں سے ۴۸۶ /افراد کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ ۱۱۷ /افراد کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر ابدی نیند سلایا گیا۔ ۲۰۱۲ء میں ۲ ہزار ۴ سو ۳ لوگ قتل کیے گئے جن میں ۵۳۰ افراد کو گھات لگا کر نشانہ بنایا گیا۔ ۲۰۱۱ء میں ۲ ہزار ۴۲ شہریوں کو مارا گیا جن میں ۵۰۸ لوگوں کو چُن چُن کر قتل کیا گیا۔ رواں سال ستمبر سے نومبر تک ۴۴۷ /افراد کو قتل کیا گیا، جب کہ گذشتہ سال اسی دوران ۶۶۵ شہری جاں بحق ہوئے تھے۔ ڈی آئی جی ساؤتھ عبدالخالق شیخ کا کہنا ہے کہ کچھ لوگ نہیں چاہتے کہ یہ آپریشن کامیاب ہو، اسی لیے کراچی میں فرقہ وارانہ قتل کیے جا رہے ہیں، پولیس کے پاس ایسے ثبوت ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ سُنّی اور شیعہ افراد کی ٹارگٹ کلنگ میں ایک ہی گروپ ملوث ہے۔ پولیس ریکارڈ کے مطابق آپریشن کے دوران ۵ ستمبر سے ۴ دسمبر تک ۱۰ ہزار ۲۹ ملزمان کو گرفتار کیا گیا جس میں رینجرز کی جانب سے کی جانے والی گرفتاریاں بھی ہیں۔ گرفتار افراد میں ۳ ہزار ۵ سو ۲۴ مفرور اور اشتہاری بھی شامل ہیں۔ ۶ ہزار ۴ سو ۹۵ ملزمان دیگر جرائم میں گرفتار کیے گئے جس میں سے ۴ ہزار ۷ سو ۱۰ کے چالان جمع کرائے جا چکے ہیں لیکن تشویش ناک بات یہ ہے کہ گرفتار کیے گئے ہزاروں ملزمان میں سے صرف ۴۳ کو ہی سزا مل سکی ہے۔

شہر میں اسٹریٹ کرائم کی صورت حال جوں کی توں ہے۔ سی پی ایل سی کے اعداد و شمار

بتاتے ہیں کہ اس سال ستمبر سے نومبر تک ۹۷۳ گاڑیاں چھینی یا چوری کی گئیں، جب کہ گذشتہ سال یہ تعداد ۱۰۵۹ تھی۔ اسی دوران ۵ ہزار ۹ سو ۵۷ موٹر سائیکلیں چھینی یا چوری ہوئیں، جب کہ ۲۰۱۲ء میں ۵ ہزار ۶ سو ۳۳ واقعات درج ہوئے تھے۔ گذشتہ سال ۴ ہزار ۷ سو ۹۷، جب کہ اس سال ۴ ہزار ۹ سو ۳۳ موبائل فونز چوری یا چھینے جا چکے ہیں۔ اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں کمی تو آئی ہے لیکن اس سال ۱۶۵ /افراد کو تاوان کے لیے اغوا کیا جا چکا ہے۔ بھتہ خور شہریوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور تین ماہ کے دوران بھتے کی ۳۲۰ دھمکیاں اور پرچیاں موصول ہو چکی ہیں۔ کراچی میں جاری قانون نافذ کرنے والوں کا آپریشن کتنا کامیاب ہے، اعداد و شمار خود اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ صرف موجودہ وزیر داخلہ ہی نہیں سابق وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک بھی بار بار کراچی آتے رہے اور مجرموں کے بہت قریب پہنچنے کا دعویٰ کرتے رہے لیکن ہر مرتبہ مُک مکا یا سیاسی جوڑ توڑ ہو جاتا تھا۔ اگر پچھلے ثبوتوں ہی کو بروے کار لایا جائے اور مجرموں کو سزا دی جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ مجرموں کے دلوں سے سزا کا خوف ختم ہو گیا ہے۔

مضمون نگار سیکر یڑی اطلاعات، جماعت اسلامی کراچی ہیں

مدیرانِ رسائل و جرائد کی توجہ کے لیے

عالمی ترجمان القرآن روزِ اوّل سے ایک مشن کا علَم بردار ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ رسالے کی ہر تحریر زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھیں۔ پاکستان اور بھارت کے رسائل ہمارے شائع شدہ مضامین شائع کرتے ہیں۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں (وہ شکریے کے ساتھ کریں یا بغیر شکریہ کریں)۔ بس اتنی درخواست ہے کہ ہم سے ای میل پر متن طلب کریں، ان کو سہولت ہوگی، ہم کو صحتِ متن کا اطمینان ہوگا۔ جزاھم اللّٰہ خیر الجزا۔

مصر: ادھورے دستور پر ریفرنڈم

عبدالغفار عزیز

یہ ایک انتہائی ادھورا اور آمرانہ دستور ہے جس پر ۱۴ جنوری ۲۰۱۴ء کو جعلی ریفرنڈم کروا کے عوام کے گلے ڈال دیا جائے گا۔ دستور کسی بھی ریاستی نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن مصر کا مجوزہ دستور یہ بھی نہیں بتا رہا کہ جو اسمبلی قانون سازی کرے گی وہ کیسے منتخب ہوگی، کب منتخب ہوگی؟ وزیراعظم کیسے اور کب منتخب ہوگا؟ ملک کے معروف اور بزرگ قانون دان ڈاکٹر طارق البشری، جن کا تعلّق اخوان سے نہیں ہے کے بقول: ''یہ اس بچے کا نکاح پڑھایا جا رہا ہے جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا''۔ حکومتی پراپیگنڈا اسی غیرمولود دستور کے حق میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا ہے۔

صدر محمد مرسی کے ایک سالہ دورِ اقتدار میں مصر کو پہلا جمہوری دستور نصیب ہوا تھا۔ ۶۱ سالہ فوجی آمریت اور اس سے قبل برطانوی استعمار کے زیرسایہ بادشاہت خود ہی قانون بھی تھی اور دستور بھی۔ صدر مرسی کے دور میں ارکان پارلیمنٹ کے ووٹ سے ۱۰۰ رکنی دستور ساز کونسل منتخب کی گئی۔ مسلمان ہی نہیں عیسائی بھی، اسلامی ہی نہیں سیکولر ماہرین قانون بھی اس کونسل کا حصّہ تھے۔ طویل مشاورت اور ایک ایک شق کی کئی کئی بار خواندگی کے بعد اسے عوامی ریفرنڈم کے لیے پیش کیا گیا۔ ابتدا میں اس پر کڑی تنقید کرنے والوں نے بھی بالآخر اس میں بھرپور حصّہ لیا۔ مکمل طور پر شفاف ووٹنگ میں ۶۷ فی صد ووٹ ڈالے گئے۔ ۶۴ فی صد عوام نے ہاں کہا اور ملک کو ایسا دستور مل گیا، جسے عوام کے حقیقی نمایندوں نے تیار کیا تھا۔ یہ پہلا دستور تھا جس کے بنوانے والے صدر نے اپنے اختیارات میں اضافہ نہیں کمی کی تھی۔ خود کو پارلیمنٹ ہی کا نہیں وزیراعظم اور کابینہ کے مشوروں کا بھی پابند بنایا تھا، تاکہ آمریت کا خاتمہ ہوسکے۔ مصر کے اس حقیقی دستور کی شق ۱۴۱

واضح طور پر بیان کرتی ہے: ''صدر جمہوریہ اپنے اختیارات، وزیراعظم، اس کے نائبین اور وزرا کے ذریعے سنبھالے گا''۔ دفاع، خارجہ اور قومی سلامتی کے بعض اُمور، دیگر کئی شقوں کے پابند بناتے ہوئے مستثنیٰ بھی رکھے گئے تھے، لیکن ان کی مجموعی اور اصل روح یہی تھی کہ عوام کے براہِ راست ووٹوں سے منتخب ہونے والا صدر بھی جواب دہ اور تقسیمِ کار کا پابند بنایا جاسکے۔

اس دستور میں ترمیم کے لیے بھی ایک کڑا نظام وضع کیا گیا تھا تاکہ کسی ڈکٹیٹر کے لیے اسے موم کی ناک بنانا ممکن نہ ہوسکے۔ دستور کی دفعہ ۱۱۷ اور ۱۱۸ کے مطابق دستوری ترمیم کے لیے صدر جمہوریہ یا قومی اسمبلی کے ۱/۵ ارکان ترمیم پیش کر سکتے تھے۔ ۳۰ روز کے اندر اندر، قومی اسمبلی اور سینیٹ الگ الگ کثرت رائے کے ذریعے، اسے بحث کے لیے منظور یا مسترد کر سکتی تھی۔ اس کے بعد دونوں ایوان ۶۰ دن کے اندر اندر بحث کر کے دو تہائی ووٹوں سے اسے منظور کرتے تو ۳۰ روز کے اندر اندر اس پر عام ریفرنڈم کروا کے منظور یا مسترد کیا جاسکتا تھا۔ اب کیا ہوا ہے؟ جنرل کی وردی میں ایک لاٹ صاحب نے بیک جنبش قلم پورے دستور کو معطل کر دیا۔ اسے ایک خود ساختہ ۵۰ رکنی کمیٹی کے سپرد کر دیا، جس نے پانچ ماہ میں ترمیم کے نام پر، ایک نیا دستور قوم کے سامنے رکھ دیا ہے، جو ۱۴ اور ۱۵ جنوری کو ریفرنڈم کے ذریعے ملک پر تھوپ دیا جائے گا۔

یہ ایک ایسا دستور ہے جس میں اصل اختیارات فوج کے سربراہ اور وزیر دفاع کے ہاتھ میں ہیں۔ واضح رہے کہ وزیر دفاع بھی جنرل عبدالفتاح سیسی ہیں اور فوج کے سربراہ بھی وہی ہیں۔ صدر مملکت یا پارلیمنٹ سمیت کوئی بھی وہ دوام و اختیارات نہیں رکھتا جو وزیر دفاع صاحب رکھتے ہیں۔ حکومت ختم ہونے یا مدت صدارت ختم ہو جانے پر بھی وزیر دفاع کا عہدہ برقرار رہے گا۔ اس کی تعیناتی بھی حکومت یا صدر جمہوریہ نہیں، فوج خود ہی کرے گی۔ حالیہ مسودے کی شق ۲۳۴ کہتی ہے ''وزیر دفاع کا تعیّن مسلح افواج کی سپریم کونسل کی منظوری سے کیا جائے گا اور اس کا یہ عہدہ دو مکمل صدارتی مدتوں کے لیے ہوگا''۔ یعنی سربراہ ریاست تمام سیاسی جماعتیں اور ارکان پارلیمنٹ تو ایک آئینی مدت مکمل ہونے پر ووٹ لینے عوام کے پاس جائیں گے، جب کہ وزیر دفاع صاحب وہی رہیں گے۔ یہ سوال بھی بلا جواب ہے کہ اگر بالفرض کوئی صدر صاحب اپنی دو مدتیں مکمل نہ کر پائیں، یا انھیں پوری نہ کرنے دی جائیں تو کیا وزیر دفاع کی مدت ازسرِنو شروع ہو جائے گی؟ ظاہر ہے کہ

پھر ''شیر کی مرضی ہوگی، انڈا دے یا بچہ دے''۔ نئے دستور کے مطابق فوج کے لیے الگ فوجی عدالت قائم کی گئی ہے لیکن اس میں عام شہریوں پر بھی مقدمات چلائے جاسکیں گے، جب کہ فوج پر جو قوم ہی کا حصہ ہوتی ہے، کسی عام عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا جاسکے گا۔ فوج کے بارے میں کوئی قانون سازی یا فوجی بجٹ کی منظوری و بحث بھی پارلیمنٹ یا کوئی اور ادارہ نہیں، قومی دفاعی کونسل ہی کرسکے گی جو چھے سویلین (صدرمملکت سمیت) اور آٹھ فوجی جرنیلوں پر مشتمل ہوگی۔

مصر کے حقیقی اور اصل دستور میں ملک و قوم کی دینی و نظریاتی شناخت کی حفاظت اور تمام قوانین کو دائرۂ شریعت میں محفوظ کرنے کا محکم انتظام تھا۔ حالیہ مسودے میں اس طرح کی تمام شقیں ہی نہیں، قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات پر مبنی تمام شقیں حذف کردی گئی ہیں۔ یہی نہیں توہین رب العالمین اور توہین رسالت کی سزا بھی حذف کردی گئی ہے۔ شریعت کے احکام کی وضاحت کے لیے جامعۃ الازہر کی سپریم علما کونسل کو دستوری حق دیا گیا تھا۔ اب شریعت کی وضاحت بھی دستوری عدالت کرے گی۔ جی ہاں، وہی دستوری عدالت جس نے ہر قدم پر صدر مرسی کی راہ میں روڑے اٹکائے، جس نے نو منتخب قومی اسمبلی چند ہفتے بعد ہی تحلیل کر دی اور جو سینیٹ تحلیل کرنے جارہی تھی۔ جس کے ججوں کی اکثریت واضح طور پر سیکولر بلکہ دین دشمن افراد پر مشتمل ہے۔ مساوات مرد و زن کے حوالے سے ایسی ملفوف عبارت لکھی گئی ہے جس سے وراثت میں مردوں اور عورتوں کا حصہ برابر قرار پائے گا۔ نئے دستور میں قرآن کریم، یا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تو کوئی ایک سطر یا جملہ بھی نہیں درج ہونے دیا گیا، لیکن قبطی مسیحی پیشوا 'شنودہ' کا معروف جملہ اصل متن کے ساتھ دستور کا حصہ بنا دیا گیا ہے کہ: ''مصر ہمارا وطن ہے ہم اس میں بستے ہیں اور وہ ہم میں رہتا ہے''۔ اصل دستور میں کرپشن کے خاتمے کے لیے ایک قومی ادارہ تشکیل دینے کا ذکر تھا، اسے بھی حذف کردیا گیا ہے۔ ایک شق میں کہا گیا تھا کہ ''بچوں کی صحت اور تعلیم کے علاوہ دینی تعلیمات اور قومی روایات کی روشنی میں ان کی تربیت ریاست اور معاشرے کی مشترک ذمہ داری ہوگی''۔ گویا اس مقصد کے حصول کے لیے مطلوبہ ماحول کی فراہمی حکومت اور معاشرے کا دستوری تقاضا ٹھیری تھی۔ اب اسے حذف کردیا گیا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ دو سال کے اندر اندر پانچ انتخابات میں مصری عوام نے اخوان پر اعتماد کا

اظہار کیا تھا۔ قومی اسمبلی، سینیٹ اور صدارتی عام انتخابات کے ان تمام نتائج کو فوجی بوٹوں اور بندوقوں نے روند ڈالا۔ اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدام کو سند جواز بخشنے کے لیے ۳۰ جون کو فوج اور سیکورٹی اداروں کی زیرسرپرستی میدان التحریر میں ایک بڑا عوامی مظاہرہ کیا گیا تھا۔ جنرل سیسی نے اسی عوامی مظاہرے کو اپنے قبیح جرائم کی بنیاد بنایا تھا۔ اب دستور میں یہ شق شامل کردی گئی ہے کہ صدر جمہوریہ کو ہٹانے کے کسی عوامی مظاہرے یا جلسے جلوس کو وجہِ جواز نہیں بنایا جاسکے گا۔ بھلا اب اس کا کیا مطلب ہوا؟ یہی ناں کہ جنرل صاحب کو تو کسی قانون یا اخلاق کیا پورے پورے دستور کی بھی پروا نہیں، یہ نئی دستوری شق بھی ان کے ارادوں میں حائل نہیں ہوگی۔ لیکن دوسروں کے لیے وہ سب کچھ حرام ہے جو ہمارے لیے حلال تھا۔ ویسے اگر وہ سمجھ سکیں تو یہ تازہ شق کھلم کھلا اعترافِ جرم بھی ہے کہ ہم نے ۳۰ جون کو جو کچھ کیا، وہ باطل تھا۔ اس لیے اب دستور میں اسے باقاعدہ باطل قرار دے رہے ہیں۔ انسان اگر اپنی ڈاکازنی کا اعتراف کرلے تو اس کی تلافی صرف یہی ہوسکتی ہے کہ اس نے جو کچھ لوٹا اور غصب کیا تھا وہ واپس کردے۔ لیکن اس اعتراف اور اس عظمت کے لیے انسان ہونا بھی ضروری ہے۔

دستورِ تازہ کے بارے میں آخری اور اہم بات یہ ہے کہ جنرل صاحب کی پسند پر مبنی اس ۵۰ رکنی کمیٹی میں سے صرف پانچ افراد پنج وقتہ نماز ادا کرتے تھے۔ باقی ۴۵ میں سے کئی ایسے بھی ہیں جو کھلم کھلا منشیات استعمال کرتے ہیں، یا کورے جاہل ہیں یا پورے ملک میں واضح طور پر امریکی و اسرائیلی مفادات کے ضامن سمجھے جاتے ہیں۔ کمیٹی کے سربراہ عمرو موسیٰ تھے جو طویل عرصے تک حسنی مبارک کے وزیرخارجہ اور پھر عرب لیگ کے سیکریٹری جنرل رہے۔ خط کا یہ عنوان بھی اس کا مضمون بتانے کے لیے کافی ہے۔

اخوان ہی نہیں آغاز میں فوجی انقلاب کا ساتھ دینے والے کئی اخوان مخالف گروہ اس مضحکہ خیز دستوری تماشے کے بائیکاٹ کا اعلان کرچکے ہیں۔ کرنل جمال ناصر، کرنل انور سادات اور ایئر کموڈور حسنی مبارک کے دور میں بھی کئی بار فوجی سنگینوں تلے ریفرنڈم ہوئے۔ پانچ بار ہونے والے ہر فوجی ریفرنڈم میں ۹۹ فی صد عوام کی ہاں والا نتیجہ برآمد ہوا۔ اب بھی اسی طرح کے نتائج کا پورا پورا انتظام کرلیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے تناسب کچھ کم دکھایا جائے، کیونکہ صدر مرسی کے جمہوری دور